نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح و مدلل طریقہ

۱۔وضوء کریں (۱)
۲۔شرائط نماز پوری کریں (۲)
۳۔قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں (۳)
۴۔تکبیر (اللہ اکبر) کہیں (۴)
۵۔تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں (۵)
۶۔اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں (۶)
۷۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں (۷)
۸۔اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ پڑھیں (۸)
۹۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں (۹)
۱۰۔سورہ فاتحہ پڑھیں (۱۰)
۱۱۔آمین کہیں (۱۱)
۱۲۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں (۱۲)

---

(۱) حدیث ''لا تقبل صلوة بغير طهور'' وضوء کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحہ: (۵۳۵) ۲۲۴/۱ [نیز دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۵۱]

(۲) حدیث ''وصلوا كما رأيتموني أصلي'' اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے/ رواہ البخاری فی صحیحہ: ۶۳۱

(۳) موسوعۃ الإجماع فی الفقہ الإسلامی (ج ۲ ص ۷۰۴) وانظر صحیح البخاری: ۶۲۵۱

(۴) عبدالرزاق فی المصنف (۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وصححہ ابن الجارود بروایتہ فی المنتقی (۵۴۰)

زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔

(۵) عن نافع قال'' کان (ابن عمر) يرفع يديه فی كل تكبيرة على الجنازة'' (ابن أبی شیبۃ فی المصنف ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۰ وسندہ صحیح)

(۶) البخاری: (۷۴۰) والإمام مالک فی المؤطا (۱۵۹/۱ ح ۳۷۷)

(۷) أحمد فی مسندہ (۲۲۶/۵ ح ۲۲۳۱۳) وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق (۲۸۳/۱ ح ۴۷۷)

تنبیہ: یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔

(۸) سنن ابی داود (۷۷۵) وسندہ حسن

(۹) النسائی (۹۰۶) وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ (۴۹۹) وابن حبان (الاحسان: ۱۷۹۷) والحاکم علی شرط الشیخین (۲۳۲/۱) ووافقہ الذھبی وأخطأ من ضعفہ (۱۰) البخاری (۱۳۳۵) وعبدالرزاق فی المصنف (۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وابن الجارود (۵۴۰)

☆ چونکہ سورہ فاتحہ قرآن ہے لہذا اسے قرآن (قرأت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ قرأت (یعنی قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔ (۱۱) النسائی (۹۰۶) وسندہ صحیح، ابن حبان (الاحسان: ۱۸۰۵) وسندہ صحیح

(۱۲) مسلم فی صحیحہ (۵۳/۴۰۰) وھو صحیح والشافعي فی الأم (۱۰۸/۱) وصححہ الحاکم علی شرط مسلم (۲۳۳/۲) ووافقہ الذھبی وسندہ حسن

۱۳۔ایک سورت پڑھیں (۱)
۱۴۔پھر تکبیر کہیں (۲) اور رفع یدین کریں (۳)
۱۵۔نبی صلی اللہ پر درود پڑھیں (۴) مثلاً
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۵)
۱۶۔تکبیر کہیں (۶) اور رفع یدین کریں (۷)
۱۷۔میت کے لئے خالص طور پر دعا کریں (۸)
چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ أُنْثَانَا ،اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَہُ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہُ مِنَّا فَتَوَفَّہُ عَلَی الْإِیْمَانِ (۹)
اَللّٰھُمَّ اغْفِر لَہُ وَارْحَمْہُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَأَکْرِمْ نُزُلَہُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہُ وَاغْسِلْہُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْأَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ ،وَأَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَأَھْلًا خَیْرًا مِّنْ أَھْلِهٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْہُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (۱۰)
اَللّٰھُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ ،فَأَعِذْہُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ،اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہُ ،إِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۱۱)

---

(۱) النسائی (۴/۷۵، ح ۱۹۸۹) وسندہ صحیح (۲) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲)
(۳) ابن أبی شیبۃ (۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰) وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرہم سے جنازے میں رفع یدین ثابت ہے دیکھئے الحدیث: ۳ (ص ۲۰) اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ: ۳
(۴) عبدالرزاق فی المصنف (۳/۴۸۹، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح
(۵) البخاری فی صحیحہ (۳۳۷۰) والبیھقی فی السنن الکبری (۲/۱۴۸ ح ۲۸۵۶)
(۶) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲) (۷) ابن أبی شیبہ (۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰) وسندہ صحیح
(۸) عبدالرزاق فی المصنف (۶۴۲۸) وسندہ صحیح وابن حبان فی صحیحہ (الموارد: ۷۵۴) وأبوداود (۳۱۹۹) وسندہ حسن
تنبیہ: اس سے مراد نماز جنازہ کے اندر دعا ہے دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ (ابن ماجہ: ۱۴۹۷)
(۹) الترمذی (۱۰۲۴) وسندہ صحیح، وأبوداود (۳۲۰۱) (۱۰) مسلم (۸۵/۹۶۳، وترقیم دارالسلام: ۲۲۳۲)
(۱۱) ابن المنذر فی الاوسط (۵/۴۴۱ ح ۳۱۷۳) وسندہ صحیح، وأبوداود (۳۲۰۲)

اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُ كَ وَابْنُ عَبْدِ كَ وَابْنُ أَمَتِكَ ، كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّاأَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُ كَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ ،اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِيْ حَسَنَاتِهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيأً فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهِ ،اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ (۱)

اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (۲)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَاوَذَكَرِنَا وَ أُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا،اَللّٰهُمَّ مَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنْهُمْ فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ أَبْقَيْتَهُ مِنْهُمْ فَأَبْقِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ (۳)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذِهِ النَّفْسِ الْحَنِيْفِيَّةِ الْمُسْلِمَةِ وَاجْعَلْهَا مِنَ الَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهَا عَذَابَ الْجَحِيْمِ (۴)

۱۸۔میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے (۵) لہٰذا جو بھی ثابت شدہ دعا کر لیں جائز ہے۔سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جاسکتی ہیں۔

۱۹۔پھر تکبیر کہیں (۶)

۲۰۔پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں (۷)

---

(۱) مالک فی المؤطا (۱/۲۲۸ ح ۵۳۶) وإسنادہ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، موقوف

(۲) مالک فی المؤطا (۱/۲۲۸ ح ۵۳۷) وإسنادہ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، موقوف

یہ دعا سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔

(۳) ابن أبی شیبۃ فی المصنف (۳/۲۹۳ ح ۱۱۳۶۱) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسندہ حسن

(۴) ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۴ ح ۱۱۳۶۶) وسندہ صحیح، وھو موقوف علی حبیب بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ

(۵) ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۵ ح ۱۱۳۷۰) عن سعید بن المسیب والشعبی (۱۱۳۷۱) عن محمد (بن سیرین) وغیرھم من آثار التابعین قالوا: لیس علی المیت دعاء موقت (نحو المعنی) وھو صحیح عنھم

(۶) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲)

(۷) عبدالرزاق (۳/۴۸۹ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وھو مرفوع، ابن ابی شیبہ (۳/۳۰۷ ح ۱۱۴۹۱) عن ابن عمر من فعلہ وسندہ صحیح

تنبیہ: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے۔شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۴/۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے۔لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے (1) حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے (2) حماد مذکور مدلس ہے دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۴۵) اور روایت معنعن ہے۔امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے (مسائل ابی داود عن الإمام أحمد ص ۱۵۴ وسندہ صحیح)

جنازہ کے بعض مسائل

۱۔نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کا بھی ثبوت ہے دیکھئے صحیح مسلم ([۲۲۱۶]۷۲/۹۵۷) لیکن چار تکبیریں بہتر ہیں کیونکہ یہ کئی سندوں سے ثابت ہیں مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۱۳۳۴) وصحیح مسلم (۹۵۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا تھا، دیکھئے الاوسط لابن المنذر (۴۳۰/۵) وسندہ صحیح

تنبیہ: اگر جنازہ پڑھنے والا بھول کر تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے تو جنازہ ہو گیا، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جنازے پر تین تکبیریں کہیں اور (سلام پھیر کر) چلے گئے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۲/۳ ح ۱۱۴۵۶ وسندہ صحیح)]

۲۔جس مسلمان میت کا جنازہ چالیس ایسے (صحیح العقیدہ) آدمی پڑھیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کوئی شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے (مسلم [۲۱۹۹]۵۹/۹۴۸)

۳۔سنن ترمذی میں سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: **''أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبّر علی جنازۃ فرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ .....''** بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر تکبیریں کہیں تو آپ نے (صرف) پہلی تکبیر میں (ہی) رفع یدین کیا (ح ۱۰۷۷ وقال: ھذا حدیث غریب)

اس روایت کی سند میں ابوفروۃ یزید بن سنان ضعیف ہے (تقریب: ۷۷۲۷)

دوسرے راوی امام زہری مدلس ہیں (طبقات المدلسین: ۳/۱۰۲، المرتبۃ الثالثۃ وشرح معانی الآثار للطحاوی باب مس الفرج ۵۵/۱)

سنن الدارقطنی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے (۷۵/۲ ح ۱۸۱۴)

یہ سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

ا: اس کا راوی الفضل بن السکن مجہول ہے (احکام الجنائز للالبانی ص ۱۱۶)

ب: دوسرا راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے (دیکھئے تقریب التھذیب: ۱۱۳۹)

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں رفع یدین نہ کرنے والی دونوں روایتیں ضعیف یعنی مردود ہیں۔حافظ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے **''وإسنادھما ضعیفان ولایصح فیہ شیئ، وقد صح عن ابن عباس أنہ کان یرفع یدیہ فی تکبیرات الجنازۃ، رواہ سعیدبن منصور''**

ان دونوں روایتوں کی سندیں ضعیف ہیں۔اور اس کے بارے میں (کہ نماز جنازہ میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے) کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔اور ابن عباس سے صحیح ثابت ہے کہ وہ جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین کرتے تھے۔اسے سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔(التلخیص الحبیر ۱۴۷/۲ ح ۸۰۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والے اثر کی سند نہیں ملی۔

تنبیہ: یہ بات عجیب وغریب ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی وسنن دارقطنی کی دونوں ضعیف سندوں کو ملا کر ''حسن'' قرار دیا ہے۔ حالانکہ ان کی تحقیق کے سراسر برخلاف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان دونوں سندوں کو ضعیف ہی سمجھتے ہیں۔

۴۔ نماز جنازہ سراً بھی ثابت ہے (دیکھئے سنن النسائی ۲۸۱/۴ ح ۱۹۹۱ او الحدیث: ۳۳ ص ۲۵ وسندہ صحیح) اور جہراً بھی ثابت ہے (دیکھئے سنن النسائی ۲۸۱/۱ ح ۱۹۸۹ وھدیۃ المسلمین، جدید ص ۹۳ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اگر تمام مقتدی سورہ فاتحہ فی الجنازہ پڑھنے کے قائل ہوں تو جنازہ سراً پڑھنا افضل ہے اور اگر مقتدی حضرات سورہ فاتحہ فی الجنازہ پڑھنے کے قائل نہ ہوں، انہیں فاتحہ فی الجنازہ کی تعلیم مطلوب ہو تو جنازہ جہراً پڑھنا افضل ہے۔ واللہ اعلم

۵۔ نماز جنازہ میں دعائے استفتاح ((**سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك**)) إلخ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے مسائل ابی داود (ص ۱۵۳) واحکام الجنائز (ص ۱۱۹) والأسئلۃ والأجوبۃ الفقھیہ (۲۶۳/۱) والاوسط لابن المنذر (۴۳۶/۵)

تنبیہ: سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ سے جنازہ میں سبحانک اللھم إلخ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

امام شعبی سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ ''فی الأولیٰ ثناء علی اللہ'' إلخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۷۸) ومصنف عبدالرزاق ۴۹۱/۳ ح ۶۴۳۴ ونماز مسنون، عبدالحمید سواتی ص ۷۳۰، فیہ سفیان الثوری مدلس وعنعن)

اس میں ثنا سے مراد حمد (سورہ فاتحہ) ہے جیسا کہ شعبی سے ہی دوسری ضعیف سند میں آیا ہے (ابن ابی شیبہ ۲۹۵/۳ ح ۱۱۳۷۵)

محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کا مروجہ دعائے ثنا سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جائز سمجھنا (کتاب الجنائز ص ۵۲) مرجوح اور غلط ہے۔ واللہ اعلم

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تو صحابہ کی دو صفیں بنائیں (صحیح مسلم: ۶۶/۹۵۲ وترقیم دار السلام: ۲۲۰۹)

جس روایت میں تین صفوں کی فضیلت کا ذکر آیا ہے (سنن ابی داود: ۳۱۶۶) اس کی سند محمد بن اسحاق بن یسار کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔ لہٰذا صفیں طاق ہوں یا جفت، دونوں طرح جائز ہے دیکھئے صحیح البخاری (باب من صف صفین اوثلاثۃ علی الجنازۃ خلف الامام قبل ح: ۱۳۱۷)

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو قبر میں سیدنا ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے اُتارا تھا، دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۴۲ باب من یدخل قبر المرأۃ)

معلوم ہوا کہ فوت شدہ عورت کی چارپائی کو غیر محرم ہاتھ لگا سکتے ہیں اور کندھا دے سکتے ہیں۔

۸۔ جنازے کی اطلاع دینا جائز ہے دیکھئے الحدیث: ۱۱ ص ۱۸۔۲۱ والسنن الکبریٰ للبیہقی (۷۴/۴)

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھا تھا (صحیح مسلم ۱۰۷/۹۷۸ ودار السلام: ۲۲۶۲)

۱۰: اگر بچہ مُردہ پیدا ہو یا پیدا ہوتے ہی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے دیکھئے سنن ابی داود (۳۱۸۰ ولفظہ :
والسقط يصلى عليه ويدعى لوالديه بالمغفرة والرحمة ،وإسناده صحيح)
محمد بن سیرین (تابعی) نے کہا: اگر بچے کی خلقت پوری ہوجائے تو اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے (ابن ابی شیبہ ۳۱۷/۳ ح ۱۱۵۸۸ وسندہ صحیح)

۱۱۔ اگر جوتے پاک ہوں تو جوتوں کے ساتھ فرض نماز و نوافل و سنن و جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دیکھئے صحیح البخاری (۳۸۶) وصحیح مسلم (۵۵۵)

۱۲۔ اگر جنازہ تیار ہو وضو کے لئے پانی نہ ملے اور جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ابراہیم نخعی، عطا بن ابی رباح اور حکم بن عتیبہ کے نزدیک تیمّم کر کے جنازہ پڑھنا جائز ہے (ابن ابی شیبہ ۳۰۵/۳ ح ۱۱۴۶۹ وسندہ صحیح، ح ۱۱۴۷۱ وسندہ صحیح ح ۱۱۴۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اگر تم بے وضو ہو اور جنازہ فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمّم کر کے جنازہ پڑھ لو (ابن ابی شیبہ ۳۰۵/۳ ح ۱۱۴۶۷ وسندہ حسن)

۱۳۔ شہید کا جنازہ پڑھنا صحیح ہے دیکھئے صحیح البخاری (ح ۱۳۴۴ باب الصلوۃ علی الشهید) وصحیح مسلم (۲۲۹۶)

کئی شہیدوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دیکھئے شرح معانی الآثار للطحاوی (۵۰۳/۱ باب الصلوۃ علی الشهداء حدیث عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما وسندہ حسن) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرد اور عورت کا (اکٹھا) جنازہ پڑھا تو مرد کی میت کو اپنے قریب رکھا (ابن ابی شیبہ ۳۱۵/۳ ح ۱۱۵۷۳ وسندہ صحیح) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے کا جنازہ پڑھا تو عورت کی میت کو قبلے کی طرف اور لڑکے کو اپنے سامنے رکھا (ابن ابی شیبہ ۳۱۵/۳ ح ۱۱۵۷۴ وسندہ صحیح) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نو آدمیوں کا جنازہ پڑھا تو اسے سیدنا ابو ہریرۃ وسیدنا ابن عباس وسیدنا ابو سعید وسیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہم نے سنت قرار دیا (عبدالرزاق فی المصنف ۴۶۵/۳ ح ۶۳۳۷ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ کئی اموات کا اکٹھا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

۱۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا تھا۔ دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۲۰) وصحیح مسلم (۹۵۲)
لہٰذا معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔

۱۵۔ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے دیکھئے صحیح بخاری (۱۳۳۶) وصحیح مسلم (۹۵۴)

مسند البزار میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: **نهي عن الصلوة بين القبور** قبروں کے درمیان نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے (کشف الأستار ۲۲۱/۱ ح ۴۴۱ وسندہ حسن)

اس حدیث میں ممانعت سے مراد جنازہ نہیں بلکہ عام نمازیں ہیں۔ حافظ ابن حبان نے اس مفہوم کی ایک روایت کو کتاب الصلوۃ میں ذکر کیا ہے (الاحسان ۵۹۶/۴ ح ۱۶۹۶ وسندہ ضعیف)

جس روایت میں ''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى على الجنائز بين القبور '' آیا ہے۔
(المختارۃ للضیاء ۲۴۶/۵ ح ۱۸۷۱، المعجم الاوسط للطبرانی ۲۹۳/۶ ح ۵۶۲۷)
اس کی سند حفص بن غیاث مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حفص مذکور کو محمد بن سعد وغیرہ نے مدلس قرار دیا ہے
دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۹/۱ص ۱۶)
حفص بن غیاث کو مدلسین سے باہر نکالنا صحیح نہیں ہے۔
۱۶۔ اگر میت کا جنازہ پڑھ لیا گیا ہو تو دوبارہ جنازہ جائز ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۱۵
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی عاصم بن عمر کا جنازہ، تین دن کے بعد اُس کی قبر پر پڑھا (ابن ابی شیبہ ۳/۳۶۱ ح ۱۱۹۳۹ وسندہ صحیح)
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ، قبر پر دفن ہونے کے بعد پڑھا۔
(مصنف عبدالرزاق ۳/۵۱۷ ح ۶۵۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴/۴۹ وسندہ صحیح)
محمد بن سیرین (تابعی) سے اگر جنازہ فوت ہو جاتا تو وہ (دوبارہ) جنازہ پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ۳/۳۶۱ ح ۱۱۹۴۰ وسندہ صحیح)
۱۷: مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ سہیل بن البیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھا تھا (صحیح مسلم: ۹۷۳ باب الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد)
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا گیا تھا (مؤطا امام مالک ۱/۲۳۰ ح ۵۴۲ وسندہ صحیح)
سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث: ''من صلى على جنازة فى المسجد فليس له شيئ''، جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اس کے لئے (خالص مسجد کی وجہ سے) کوئی چیز (اجر) نہیں ہے (سنن ابن ماجہ: ۱۵۱۷ واللفظ لہ سنن ابی داود: ۳۱۹۱ وسندہ حسن، وقولہ، فلا شيئ له، یعنی من الأجر الخاص کما فسرہ السندھی) کی رُو سے افضل یہی ہے کہ مسجد سے باہر جنازہ پڑھا جائے۔
۱۸۔ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف ہوں (اسی پر اجماع ہے) میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سر کے سامنے قریب کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہے تو اس کے سامنے وسط میں امام کھڑا ہو۔ دیکھئے سنن الترمذی (۱۰۳۴ وقال: ھذا حدیث حسن) وصحیح البخاری (۱۳۳۱) وصحیح مسلم (۹۶۴)
۱۹۔ ایوب السختیانی رحمہ اللہ قبر پر (دفن ہونے کے بعد) کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ۳/۳۳۱ ح ۱۱۷۱۰ وسندہ صحیح)
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی قبر پر دفن کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ۳/۳۳۰ ح ۱۱۷۰۵ وسندہ صحیح)

محمد بن المنکدر (تابعی) نے بھی قبر پر دفن کے بعد دعا کی (عبدالرزاق ۳/۵۰۹ ح ۶۵۰۴ وسندہ صحیح)
۲۰۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: عصر اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے یعنی جائز ہے۔ (مؤطا امام مالک ۱/۲۲۹ ح ۵۴۰ وسندہ صحیح)
زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ، فجر کی نماز کے بعد پڑھا گیا تھا (مؤطا مالک ۱/۲۲۹ ح ۵۳۹ وھو صحیح)
عین طلوع شمس، بالکل زوال کے وقت اور عین غروب الشّمس کے وقت جنازہ پڑھنا اور میت دفن کرنا ممنوع ہے دیکھئے صحیح مسلم (۸۳۱)
۲۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: **کنا نغسل المیت فمنا من یغتسل المیت ومنا من لا یغتسل** '' ہم میت کو نہلاتے تھے تو ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض غسل نہ کرتے۔
(سنن الدارقطنی ۲/۷۲ ح ۱۸۰۲ وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر ۱/۱۳۸ ح ۱۸۲)
جن روایات میں میت کو نہلانے کی وجہ سے غسل اور جنازہ اُٹھانے کی وجہ سے وضوء کا حکم ہے، وہ استحباب پر محمول ہیں دیکھئے التلخیص الحبیر (۱/۱۳۸) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میت نہلانے والوں پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے (السنن الکبریٰ للبیہقی ۳/۳۹۸ وسندہ صحیح)
سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما میت نہلانے والے کو وضو کرنے کا کہتے تھے (البیہقی ۱/۳۰۶ وسندہ حسن)
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی میت کو خوشبو لگائی اور جنازہ اٹھا کر مسجد لے گئے آپ نے جنازہ پڑھا اور دوبارہ وضو نہیں کیا (البیہقی ۱/۳۰۶، ۳۰۷ وسندہ صحیح)
۲۲۔ جنازے کے فوراً بعد اجتماعی یا انفرادی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔
۲۳۔ امام ابوبکر محمد بن ابراھیم بن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:
☆ اس پر اجماع ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔
☆ اس پر اجماع ہے کہ عورت چھوٹے بچے (کی میت) کو غسل دے سکتی ہے۔
☆ اس پر اجماع ہے کہ میت کو غسلِ جنابت کرایا جاتا ہے۔
☆ اس پر اجماع ہے کہ ریشمی کپڑے کا کفن نہیں پہنانا چاہیے۔
☆ اس پر اجماع ہے کہ اگر بچہ زندہ پیدا ہو اور چیخ کر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔
☆ اس پر اجماع ہے کہ اگر آزاد اور غلام کے جنازے اکٹھے ہوں تو امام کے قریب آزاد کا جنازہ رکھنا چاہیے۔
☆ جنازے کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرنے پر اجماع ہے (تفصیلی بحث آگے آرہی ہے)
☆ اس پر اجماع ہے کہ حتی الامکان میت کو دفن کرنا فرض (کفایہ) ہے۔ جو شخص یا جماعت یہ کام کرے تو تمام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے (الاجماع ص ۴۲ فقرہ: ۸۷ تا ۸۵)

جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع یدین سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ:۳/۲۹۸ ح ۱۱۳۸۸ وإسنادہ صحیح)

مکحول تابعی جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۶، وسندہ حسن)

امام زہری جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری:۱۱۸، وسندہ صحیح)

قیس بن ابی حازم (تابعی) جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری:۱۱۲، وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ:۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۵)

نافع بن جبیر جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین:۱۱۴ وسندہ حسن)

حسن بصری جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین:۱۲۲، وسندہ صحیح)

درج ذیل علماء سلف صالحین بھی جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

ا۔ عطاء بن ابی رباح (مصنف عبدالرزاق:۳/۴۶۸ ح ۶۳۵۸، ابن ابی شیبہ ۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۲ وسندہ قوی)

ب۔ عبدالرزاق (مصنف: ح ۶۳۴۷ وھو صحیح)

ج۔ محمد بن سیرین (مصنف ابن ابی شیبہ:۳/۲۹۷ ح ۱۱۳۸۹، وسندہ صحیح)

ان تمام آثار سلف صالحین کے مقابلے میں ابراہیم نخعی (تابعی) جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۳ ص ۲۹۶ ح ۱۱۳۸۶، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ جمہور سلف صالحین کا یہ مسلک ہے کہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے، جیسا کہ باحوالہ گزر چکا ہے اور یہی مسلک راجح وصواب ہے، والحمد للہ

جنازے میں رفع یدین کا نہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔

وما علينا إلا البلاغ

(۲۱ جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ)